❁❁❁ تقریر ❁❁❁

تقریر بابت اسلامی اصطلاحات
وقت 5-7 منٹ

دعائیہ کلمہ ”مَاشَاءَاللّٰہ“ کا استعمال باعثِ برکت ہے

اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے:

وَلَوۡلَاۤ اِذۡ دَخَلۡتَ جَنَّتَكَ قُلۡتَ مَا شَآءَ اللّٰهُ ۙ لَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ ۚ اِنۡ تَرَنِ اَنَا اَقَلَّ مِنۡكَ مَالًا وَّوَلَدًا۔(الکہف:40)

یعنی جب تُو اپنے باغ میں داخل ہوا تو کیوں تُو نے ماشاءاللہ نہ کہا اور یہ کہ اللہ کے سوا کسی کو کوئی قوت حاصل نہیں۔ اگر تو مجھے مال اور اولاد کے اعتبار سے اپنے سے کم تر دیکھ رہا ہے۔

قادر ہے وہ بارگہ ٹُوٹا کام بناوے
بنا بنایا توڑ دے کوئی اُس کا بھید نہ پاوے

معزز سامعین! ”مشاہدات“ کے پلیٹ فارم سے اسلامی اصطلاحات کے درست اور بر محل استعمال پر تقاریر کا ایک مبارک سلسلہ شروع ہے۔ اِسے کسی حدّ تک الفضل آن لائن میں قسط وار حصّہ بنایا جاچکا ہے لیکن اِس بار اِس سلسلے کو وسعت دی گئی ہے اور مزید حوالہ جات اور نئے مواد سے تقاریر کو مزیّن کیا گیا ہے۔ آج اسلامی اصطلاح **”مَاشَاءَاللّٰہُ“** کا استعمال زیرِ بحث ہے۔

اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم سورۃ الکہف آیت 33 تا 45 میں دو اشخاص کا ایک قصّہ بیان کیا ہے کہ ان میں ایک اپنے اُس باغ کا ذکر کرتا ہے جو کھجوروں سے لدا ہوا تھا۔ اس کے درمیان میں نہر بہتی تھی۔ جس سے وہ اپنے باغ کو پانی دیتا تھا اور ہر سال پھل حاصل کرتا تھا۔ مگر وہ اس ساری دولت پر اِتراتا ہوا دوسرے شخص سے کہتا ہے کہ مَیں تو کبھی یہ خیال نہیں کر سکتا کہ یہ میرا باغ برباد ہو اور مَیں قیامت پر بھی یقین نہیں کرتا کہ مَیں کبھی اپنے رب کی طرف لوٹایا جاؤں گا۔

دوسرے شخص نے یہ تمام گفتگو سُن کر (پہلے شخص سے) کہا کہ تُو اُس ذات کا انکاری ہے جس نے تمہیں مٹی اور نطفہ سے پیدا کیا اور پھر ٹھیک ٹھاک چلنے والا بنایا۔ جب تم (اللہ کے دیے ہوئے) باغ میں داخل ہوئے تو تُو نے مَاشَاءَ اللّٰہ، لَاحَوۡلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّابِاللّٰہِ کیوں نہ کہا کہ وہی ہو گا جو اللہ نے چاہا اور یہ کہ اللہ کے سوا کسی کو کوئی قوت حاصل نہیں۔ اگر تُو مجھے مال اور اولاد کے اعتبار سے اپنے سے کم تر دیکھ رہے ہو۔ بعید نہیں کہ میرا رب مجھے تیرے باغ سے بڑھ کر عطا کر دے اور تیرے باغ پر آسمان سے بطور محاسبہ کوئی عذاب اُتار دے اور وہ چٹیل بنجر زمین میں بدل دے۔ پھر ایسا ہی ہوا کہ باغ اُجڑ گیا اور وہ کہہ اُٹھا۔ اے کاش! مَیں کسی کو اپنے رب کا شریک نہ ٹھہراتا۔

قرآن کریم میں بیان فرمودہ اس مثال اور دیگر متعدّد احادیث سے یہ سبق ملتا ہے کہ اپنے میں کوئی خوبی، نیکی، بڑائی اور دنیوی لحاظ سے کسی نعمت اور مال و دولت پا کر ”مَاشَاءَاللّٰہ“ کے الفاظ کہنے چاہئے۔ ایسا کرنے سے اللہ مزید دیتا ہے۔ ہم نے ایشائی ممالک میں اکثر دیکھا ہے کہ خوبصورت کوٹھی کی پیشانی پر یا اپنی بساط سے بڑھ کر اللہ کی طرف سے دی گئی کار کی پُشت پر مَاشَاءَ اللّٰہ لکھا ہوتا ہے۔ جو راہ گزر اس کوٹھی کے پاس سے گزرتا ہے مَاشَاءَ اللّٰہ کہہ کر مالک مکان کو دُعا دے جاتا ہے یا گاڑی پر مَاشَاءَاللّٰہ دیکھ اور پڑھ کر کار کے مالک کے لئے دُعا ہو جاتی ہے۔

الغرض مَاشَآءَاللّٰہ کا استعمال اس وقت ہوتا ہے جب کسی کے اچھے کام کی تعریف ہو رہی ہو۔ اس میں یہ بھی سبق ہے کہ کسی میں کوئی نیکی اور بھلائی یا دنیوی لحاظ سے کوئی نعمت دیکھ کر حسد کرنے کی بجائے رشک کرتے ہوئے دعائیہ کلمات ”مَاشَاءَ اللّٰہ“ کہنے چاہئے اور اس نیکی، خوبی یا اس نعمت کے لئے دُعا بھی کرنی چاہئے۔ لغات میں

مَاشَاءَ اللہ کے معانی چشمِ بد دُور، حبّذا، اللہ برکت دے، نظرِ بد سے اللہ محفوظ رکھے، اللہ حفاظت فرمائے، لکھے ہیں۔ یعنی یہ دعائیہ فقرہ ہے جو حسد کی بجائے رشک کے معنوں میں استعمال ہوتا ہے۔

انسان کو ہر وقت اللہ تعالیٰ پر توکّل کرنا چاہئے۔ اس کی طرف جھکنا چاہئے۔ اس کی طرف سے ملنے والی نعمتوں کا شکر ادا کرنا چاہئے۔ لیکن بعض لوگ اپنے مال ومنال و دولت پر گھمنڈ شروع کر دیتے ہیں۔ تکبّر سے کام لیتے ہیں۔ جس کا انجام بہت بھیانک بلکہ جہنم ہے۔ اللہ تعالیٰ نے انسان کو زمین پر اکڑ کر، اِترا کر چلنے سے منع فرمایا ہے۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ جس کے دل میں رائی کے دانے کے برابر بھی تکبّر ہو گا وہ جنت میں داخل نہیں ہو گا۔

(مسلم کتاب الایمان)

قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ کے متعلق ہے کہ وہ کبر، غرور اور گھمنڈ کرنے والوں کو پسند نہیں کرتا۔ اسی تسلسل میں خود نمائی، خود بینی بھی آتی ہے۔ جو اللہ اور اس کے رسول کو پسند نہیں۔ بلکہ کسی مبالغہ آمیز طریق پر تعریف کرنا بھی منع ہے جو ہمارے معاشرہ کا حصہ ہے۔ ہم اپنے Boss کو خوش کرنے کے لئے اس کی ایسی ایسی باتوں کی تعریف کر جاتے ہیں جو بالعموم اس کے اندر نہیں ہوتیں۔ ایک دفعہ ایک شخص نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے کسی شخص کی مبالغہ آمیز حد تک تعریف کی تو حضورؐ نے فرمایا۔ تم نے اس کو ہلاک کر دیا اور ایک روایت میں ہے کہ فرمایا۔ تم نے اس کی گردن ہی کاٹ ڈالی۔ اس قسم کی مدح سے آپ نے منع فرمایا کہ جس سے ممدوح کے اندر عُجب اور خود بینی کے جراثیم جنم لیتے ہیں۔ پس انسان کو اپنے اندر نیکی کو اپنی کوشش کا نتیجہ نہیں سمجھنا چاہئے بلکہ اللہ تعالیٰ کی طرف منسوب کرنا چاہئے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

خدا نے جو دیا ہے اس پر اتراؤ مت۔ (الحدید)

حضرت خلیفۃُ المسیح الثانی رضی اللہ عنہٗ نے مندرج بالا سورۃ الکھف کی آیات کی تفسیر میں اس مثال میں موجود دوسرے شخص کو مسلمان قرار دیتے ہوئے تحریر فرمایا ہے۔

"مسلمان کے دل میں پھر بھی ہمدردی ہے وہ اِسے کہتا ہے کہ کیوں تو نے باغ میں داخل ہوتے ہوئے یہ نہ کہا کہ سب قوت اللہ تعالیٰ کو ہی ہے اور اپنے آپ کو طاقتور سمجھا"

(تفسیر کبیر جلد چہارم صفحہ 453)

سامعین! ماشاء اللہ کا استعمال جن آیاتِ قرآنیہ میں ہوا ہے وہ یہ ہیں:

وَلَوْلَآ اِذْ دَخَلْتَ جَنَّتَكَ قُلْتَ مَا شَآءَ اللّٰهُ ۙ لَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ ۚ اِنْ تَرَنِ اَنَا اَقَلَّ مِنْكَ مَالًا وَّوَلَدًا۔ (الکھف:40)

یعنی جب تُو اپنے باغ میں داخل ہوا تو کیوں تُو نے ماشاء اللہ نہ کہا اور یہ کہ اللہ کے سوا کسی کو کوئی قوّت حاصل نہیں۔ اگر تو مجھے مال اور اولاد کے اعتبار سے اپنے سے کم تر دیکھ رہا ہے۔

اِلَّا مَا شَآءَ اللّٰهُ ؕ اِنَّهٗ يَعْلَمُ الْجَهْرَ وَمَا يَخْفٰى۔ (الاعلیٰ:8)

سوائے اس کے جو اللہ چاہے۔ یقیناً وہ ظاہر کو بھی جانتا ہے اور اسے بھی جو مخفی ہے۔

قُلْ لَّآ اَمْلِكُ لِنَفْسِيْ ضَرًّا وَّلَا نَفْعًا اِلَّا مَا شَآءَ اللّٰهُ ؕ لِكُلِّ اُمَّةٍ اَجَلٌ ؕ اِذَا جَآءَ اَجَلُهُمْ فَلَا يَسْتَاْخِرُوْنَ سَاعَةً وَّلَا يَسْتَقْدِمُوْنَ۔ (یونس:50)

تُو کہہ دے کہ مَیں تو اپنے نفس کے لئے بھی نہ کسی نقصان کا کوئی اختیار رکھتا ہوں اور نہ نفع کا مگر (اتنا ہی) جو اللہ چاہے۔ ہر قوم کے لئے ایک اَجل مقرر ہے۔ جب ان کی اَجل آجائے تو نہ وہ ایک لحہ پیچھے ہٹ سکتے ہیں اور نہ آگے بڑھ سکتے ہیں۔

وَيَوْمَ يَحْشُرُهُمْ جَمِيْعًا ۚ يٰمَعْشَرَ الْجِنِّ قَدِ اسْتَكْثَرْتُمْ مِّنَ الْاِنْسِ ۚ وَقَالَ اَوْلِيٰٓؤُهُمْ مِّنَ الْاِنْسِ رَبَّنَا اسْتَمْتَعَ بَعْضُنَا بِبَعْضٍ وَّبَلَغْنَآ اَجَلَنَا الَّذِيْٓ اَجَّلْتَ لَنَا ؕ قَالَ النَّارُ مَثْوٰىكُمْ خٰلِدِيْنَ فِيْهَآ اِلَّا مَا شَآءَ اللّٰهُ ؕ اِنَّ رَبَّكَ حَكِيْمٌ عَلِيْمٌ۔ (الانعام:129)

یعنی (یاد رکھ) وہ دن جب وہ ان سب کو اکٹھا کرے گا (اور کہے گا) اے جنوں کے گروہ! تم نے عوام الناس کا استحصال کیا اور عوام النّاس میں سے ان کے دوست کہیں گے۔ اے ہمارے ربّ! ہم میں سے بعض نے بعض دوسروں سے فائدہ اٹھایا اور ہم اپنی اس مقررہ گھڑی تک آپہنچے جو تُو نے ہمارے لئے مقرر کی تھی۔ وہ کہے گا تمہارا ٹھکانا آگ ہے (تم) اُس میں لمبا عرصہ رہنے والے ہوگے سوائے اُس کے جو اللہ چاہے۔ یقیناً تیرا ربّ صاحبِ حکمت (اور) دائمی علم رکھنے والا ہے۔

قُلْ لَّآ اَمْلِكُ لِنَفْسِیْ نَفْعًا وَّلَا ضَرًّا اِلَّا مَا شَآءَ اللّٰهُ ؕ وَلَوْ كُنْتُ اَعْلَمُ الْغَیْبَ لَاسْتَكْثَرْتُ مِنَ الْخَیْرِ ۛۚ وَمَا مَسَّنِیَ السُّوْٓءُ ۚۛ اِنْ اَنَا اِلَّا نَذِیْرٌ وَّبَشِیْرٌ لِّقَوْمٍ یُّؤْمِنُوْنَ۔

(الاعراف:189)

تُو کہہ دے کہ مَیں اللہ کی مرضی کے سوا اپنے نفس کے لئے (ایک ذرّہ بھر بھی) نفع یا نقصان کا اختیار نہیں رکھتا اور اگر مَیں غیب جاننے والا ہوتا تو یقیناً مَیں بہت دولت اکٹھی کر سکتا تھا اور مجھے کبھی کوئی تکلیف نہ پہنچتی۔ لیکن مَیں تو محض ایک ڈرانے والا اور ایک خوشخبری دینے والا ہوں اُس قوم کے لئے جو ایمان لاتی ہے۔

وَاَمَّا الَّذِیْنَ سُعِدُوْا فَفِی الْجَنَّةِ خٰلِدِیْنَ فِیْهَا مَا دَامَتِ السَّمٰوٰتُ وَالْاَرْضُ اِلَّا مَا شَآءَ رَبُّكَ ؕ عَطَآءً غَیْرَ مَجْذُوْذٍ۔(ہود:109)

وہ لوگ جو خوش نصیب بنائے گئے تو وہ جنت میں ہوں گے۔ وہ اس میں رہنے والے ہیں جب تک کہ آسمان اور زمین باقی ہیں سوائے اس کے جو تیرا ربّ چاہے۔ یہ ایک نہ کاٹی جانے والی جزا کے طور پر ہوگا۔

حضرت خلیفۃ المسیح الاوّلؓ اِلَّا مَا شَآءَ اللّٰهُ رَبُّكَ کی تفسیر میں فرماتے ہیں۔

”اس کی بابت بہت بحث ہے کہ مَاشَآءَ اللّٰهُ رَبُّكَ سے کیا مراد ہے۔ بعض نے لکھا ہے کہ دنیا کی زندگی میں جو آسائش پہنچ جاتی ہے اس کا استثناء مراد ہے۔ بعض نے اس خاص کو اور وسیع کیا ہے کہ قبر سے حشر تک۔ بعض نے اور وسیع کیا ہے اور کہا ہے حشر کے فیصلہ تک۔ بعض نے کہا ہے کہ آخر دوزخ سے سب نکالے جاویں گے۔ میرے نزدیک اس سے اظہار عظمت وجبروت مراد ہے۔ کہ جو کچھ ہوتا ہے۔ مشیت الٰہی کے ماتحت ہوتا ہے۔“

(حقائق الفرقان جلد دوم صفحہ 376)

ایک شخص نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا جو اللہ چاہے اور جو آپ چاہیں وہی ہوگا۔ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم نے مجھے اللہ کا شریک بنا دیا تم ایسا کہو، جو اکیلا اللہ چاہے وہی ہوگا۔

(مسند احمد، حدیث 1839، جلد 1)

سامعین! اللہ کی مشیّت پر ایمان لانے کے لیے زندگی اور کائنات کا مشاہدہ ہمارے لیے بہت مددگار ثابت ہوتا ہے، قرآن مجید انسانوں کو بار بار یہ مشاہدہ کراتا ہے۔ مَنْ یَّشَاءُ (وہ جسے چاہے) اور مَاشَآءَ (وہ جو چاہے) کا تذکرہ قرآن میں بہت ہوا ہے۔ ہماری زندگی میں جو کچھ ہوتا ہے وہ سب اللہ کی مشیت سے ہوتا ہے، اس کے لیے قرآن مجید میں متعدد تعبیریں آئی ہیں، جو زندگی کے ہر پہلو کا احاطہ کرتی ہیں، یہاں کچھ تعبیروں کو بطور مثال ذکر کرتے ہیں:

اللّٰهُ یَفْعَلُ مَا یَشَاءُ (آل عمران:41)

اللہ جو چاہتا ہے کرتا ہے۔

یَخْلُقُ مَا یَشَاءُ (المائدۃ:18)

وہ جو چاہتا ہے پیدا کرتا ہے۔

وَاللّٰهُ یَرْزُقُ مَنْ یَّشَاءُ (البقرۃ:213)

اللہ جسے چاہتا ہے رزق دیتا ہے۔

وَاللّٰهُ یُؤْتِی مُلْكَهٗ مَنْ یَّشَاءُ (البقرۃ:248)

اللہ اپنی بادشاہت سے جسے چاہتا ہے دیتا ہے۔

مَاشَآءَ اللّٰهُ اور اِنْ شَآءَ اللّٰهُ کے کلمات خاص خاص مواقع کے لیے نہیں، بلکہ زندگی کے ہر لمحے کا ذکر بن جاتے ہیں۔ جو کچھ ہو چکا ہے یا ہو رہا ہے وہ مَاشَآءَ اللّٰهُ کے تحت ہے یعنی وہی جو اللہ نے چاہا، اور جو کچھ ہونے والا ہے وہ اِنْ شَآءَ اللّٰهُ کے تحت ہے یعنی اگر اللہ چاہے۔ اس طرح انسان کی پوری زندگی مَاشَآءَ اللّٰهُ اور اِنْ شَآءَ اللّٰهُ کے سائے میں گزرتی ہے۔ بلکہ پوری کائنات کا ماضی اور مستقبل مَاشَآءَ اللّٰهُ اور اِنْ شَآءَ اللّٰهُ میں سمٹا ہوا نظر آتا ہے۔ ہمیں جب کوئی خوشی حاصل ہوتی ہے تو ہم بے اختیار مَاشَآءَ اللّٰهُ کہتے ہیں اپنی خوشی کو نگاہ بد سے بچانے کے لیے، اور جب کسی کام کا ارادہ کرتے ہیں یا کسی سے کوئی وعدہ کرتے ہیں تو اُس کو پورا کرنے کے اِنْ شَآءَ اللّٰهُ کہتے ہیں

اِس امید کے ساتھ کہ اللہ تعالیٰ ہماری مدد فرمائے گا اور اِس طرح ارادے اور وعدے کی تکمیل کے امکانات بڑھ جاتے ہیں۔ ان دونوں کلموں کی برکتوں سے کسی کو انکار نہیں ہے، تاہم ان دونوں کلموں کو زبان سے ادا کرتے وقت دل کو اللہ کی پناہ اور اُس کی مرضی کا طلب گار ہونا چاہیے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اس کی توفیق دیتا رہے۔ آمین

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

”اس کا مالک بھی وہی اللہ قادر مطلق ہے اور وہ اس بات سے ہرگز عاجز نہیں کہ اپنی کامل جزا کو جو دن کی طرح روشن ہے ظہور میں لاوے اور اس صداقت عظمیٰ کے ظاہر کرنے سے حضرتِ احدیت کا یہ مطلب ہے کہ تا ہر یک نفس پر بطور حق الیقین امور مفصلہ ذیل کھل جائیں۔ اوّل یہ امر کہ جزا سزا ایک واقعی اور یقینی امر ہے کہ جو مالک حقیقی کی طرف سے اور اسی کے ارادہ خاص سے بندوں پر وارد ہوتا ہے اور ایسا کھل جانا دنیا میں ممکن نہیں کیونکہ اس عالم میں یہ بات عام لوگوں پر ظاہر نہیں ہوتی کہ جو کچھ خیر و شر وراحت ورنج پہنچ رہا ہے وہ کیوں پہنچ رہا ہے اور کس کے حکم واختیار سے پہنچ رہا ہے اور کسی کو ان میں سے یہ آواز نہیں آتی کہ وہ اپنی جزا پا رہا ہے۔ اور کسی پر بطور مشہود و محسوس منکشف نہیں ہوتا کہ جو کچھ وہ بھگت رہا ہے حقیقت میں وہ اس کے عملوں کا بدلہ ہے۔ دوسرے اس صداقت میں اس امر کا کھلنا مطلوب ہے کہ اسباب عادیہ کچھ چیز نہیں ہیں اور فاعل حقیقی خدا ہے اور وہی ایک ذات عظمیٰ ہے کہ جو جمیع فیوض کا مبدء اور ہر یک جزا سزا کا مالک ہے۔“

(براہین احمدیہ، روحانی خزائن جلد چہارم صفحہ 460 حاشیہ نمبر 11)

پھر آپ علیہ السلام فرماتے ہیں:

”خدا جو چاہتا ہے کرتا ہے۔ جس بات کو وہ چاہے کوئی اس کو روک نہیں سکتا اور جو کچھ وہ دیوے کوئی اس کو رڈ نہیں کر سکتا وہ اپنے دین کا حافظ ہے اور تمام ان لوگوں کی مدد کرتا ہے جو اس کے دین کی مدد کریں۔“

(روحانی خزائن جلد 8 نور الحق الحصۃ الاولیٰ صفحہ 24)

اللہ تعالیٰ ہمیں ان نصائح پر عمل کی توفیق دے۔ آمین

(کمپوزڈ: مسز عائشہ چوہدری۔ جرمنی)